(پہلی قسط)

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

اللہ ورسول (ﷺ) کی اطاعت کرو

یٰـاَیُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُـوْا اَطِیْـعُوااللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُم ج فَاِنْ تَنَـازَعْتُـمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤمِنُوْنَ بِااللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء:۵۹)

’’اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر تمہارا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یومِ آخرت پر۔ یہی بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔‘‘

آیت بالا میں اہل ایمان کو دو اہم ترین امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

(۱)　اطاعتِ الٰہی، اطاعتِ رسول اور اطاعت اولا امر

(۲)　معاملاتِ حیات میں جب اہل ایمان کسی الجھن اور کشمکش کا شکار ہوں تو ان کے تصفیے کے لیے اللہ اور رسول (ﷺ) یعنی قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔

اطاعت کیا ہے؟

لغت میں اطاعت کے معنیٰ کسی کے کہنے پر چلنا، کسی کے حکم کی موافقت کرنا۔ اصطلاح میں اوامر الٰہی کی پیروی کرنا خواہ اپنی ذاتی خواہش ہی کیوں نہ ہو اور منہیات کو ترک کر دینا‘ خواہ نفس پر کتنا ہی گراں کیوں نہ گزرے۔ علامہ جرجانی کے نزدیک ہر اس بات کا ماننا اور اسے اپنے عمل میں لانا جس میں تقرب الٰہی کا حصول ہو سکے۔ ابن علان کہتے ہیں‘ اطاعت نام ہے ظاہراً احکام پر عمل پیرا ہونا اور باطناً اللہ ورسول ﷺ کے احکام کی بجا آوری کر کے رضا جوئی کی کوشش کرنا۔

وجوب اطاعت:

اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت شریعتِ اسلام کے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ دین وایمان کی تکمیل کا دارومدار اسی اطاعت پر ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں اطاعت کا ذکر ہوا ہے۔ کہیں اطاعت پر انعامِ اخروی کا وعدۂ صادق ہے اور کہیں نافرمانی پر دنیا وآخرت میں عذاب کی وعید۔ سورۃ نساء میں ہے:

’’اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے

گا جن میں نہریں جاری ہوں گی۔ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(النساء:۱۳)

اسی سورت میں مزید آگے چل کر ہے:

''جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا' سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور خوب ہے ان کی رفاقت۔''(النساء:۶۹)

اور کہیں عدم اطاعت پر عذاب وخسران اور راندگیٔ بارگاہ کی وعید ہے۔مثلاً قرآن مجید میں ہے:

''آپ کہہ دیجیے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی۔پھر اگر تم اعراض کرو تو اللہ کو محبت نہیں کافروں سے۔''(آل عمران:۳۲)

سورۃ نساء میں ہے:

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے گا (اللہ) ان کو ایسی آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔''(النساء:۱۴)

سورۃ جن میں ہے:

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا تو بے شک ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔(الجن:۲۳)

یہاں یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ ہر شخص اللہ کا بندہ ہے۔جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی الوہیّت اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار واعلان کیا وہ بندۂ مومن ہے۔اس اقرار واعلان کے بعد اس پر اللہ ورسول کے احکام کی بجا آوری لازمی ہے۔کیونکہ اس نے کلمۂ توحید وشہادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ورازق اور ملجا وماویٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنا راہ بر اور پیشوا تسلیم کرلیا ہے۔یہ تسلیم کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اب وہ اپنی ذات کو، اپنی خواہشات کو اور اپنی تمناؤں کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے تابع کردے۔اس مناسبت سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہمارے لیے بہت سبق آموز ہے۔جس میں انہوں نے بتایا:

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔اس بات پر کہ حضور کا حکم سنیں گے اور مانیں گے۔دشواری میں بھی اور آسانی میں بھی،خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی۔اور احکام سے ان کے حکم میں کوئی کشاکشی نہیں کریں گے۔اور جہاں ہوں گے حق کو قائم کریں گے اور حق بات کہیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔''(بخاری ومسلم)

اطاعت کے لیے علم دین کا حصول:

جب یہ معلوم ہوگیا کہ اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی کو اطاعت پر استوار کریں تو یہ بھی ضروری ہوا کہ ہر مومن کو معلوم ہو کون سے امور اطاعت میں داخل ہیں اور کون سے امور عدم اطاعت ،بغاوت وسرکشی اور طغیان

وعصیان میں شمار ہوتے ہیں۔ چناں چہ امر ونہی، حلال وحرام، جائز وناجائز اور اطاعت ومعصیت کے مابین فرق وامتیاز کا علم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کہیں بھی ٹھوکر لگنے اور سلامتی کی راہ سے بھٹکنے کا خطرہ رہے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ دین عبد ومعبود اور نبی وامتی میں صرف قانونی تعلق کا تقاضا نہیں کرتا کہ چوں کہ میں مسلمان ہوں اور مجھ پر فلاں فلاں چیز لازم ہے۔ اس لیے اسے کرنا ہے اور فلاں فلاں بات سے روکا گیا ہے۔ اس لیے اس سے رک جانا ہے...... نہیں ایسا نہیں بلکہ خالص قلبی تعلق کا تقاضا کرتا ہے کہ احکام بجالانے کا داعیہ اس کے دل سے پیدا ہو۔ اس کے نفسی میلانات اور اس کے جی کی چاہتیں ہدایتِ ربانی اور تعلیماتِ نبوی کے تابع ہو جائیں۔ اس کا نام محبت ہے...... یہ محبت ایسی ہو جو ہمارے ایمان کی جان ہو۔ قرآن مجید میں اسے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ)
''اور ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں'' ...... سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اطاعت جب تک محبت کے آمیزے میں گندھی ہوئی نہ ہوگی تب تک تکمیل ایمان اور حلاوتِ ایمان کا نصیب ہونا محال ہے۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

> ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے۔'' (معارف الحدیث)

جس شخص کو یہ دولت نصیب ہو جائے اس کے لیے اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت قطعی مشکل نہیں رہتی۔ اس کے لیے احکام شریعت پر چلنا نہ صرف آسان ہو جائے گا بلکہ اس راہ میں جانِ عزیز دینے میں بھی راحت محسوس کرے گا۔

سوچنے کا مقام:

یہاں چند لمحے رک کر سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہم اس معیارِ اطاعت ومحبت پر پورا اترتے ہیں؟ اللہ ورسول (ﷺ) کو تو اہل ایمان کی جانب سے غیر مشروط اطاعت مطلوب ہے۔ محبت ایسی مطلوب ہے جس کے سامنے دنیا کے سارے رشتے ناتے، تعلقات، دنیوی اسباب...... سب سے بڑھ کر محبت ہو...... محبت واطاعت کا یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر کوئی شخص اپنے لیے رخصتیں، سہولتیں اور گنجائشیں نہیں تلاشتا۔ اس مقام پر احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں حیلہ سازی وبہانہ خوری کی قطعی گنجائش نہیں رہتی۔ آج جو نام نہاد مصلحین ومفکرین اور سیاسیین رخصت وگنجائش کے نام پر عامۃ الناس کو سہولتیں فراہم کر رہے ہیں، سود کو حیلوں بہانوں سے ''حلال'' کیا جارہا ہے۔ تصویروں کی ''حلت'' کے فتوے عام ہو رہے ہیں۔ ''زمینی حقائق'' کا ڈھنڈورا پیٹ کر اور فضائل تبلیغ کا نقارہ بجا کر جمہوریت کو اسلام قرار دیا جارہا ہے اور جہاد جیسے امرِ عظیم سے راہِ فرار اختیار کی جارہی ہے۔ کیا یہ سب معیار اطاعت ومحبت کے عین مطابق ہے؟

(جاری ہے)